ABSTRACT

Dr.Mukhtaruddin's letters addressed to Dr. Arif Naushi

This article continuum of the 117 letters of Dr. Mukhtaruddin Ahmed address to myself published earlier in Tahqiq (vol: 20 No. 1) in 2012. The four letters presented here written between 2004 &2005 were perchance left out and found later, are published here to complete the record.

عارف نوشاہی

ڈاکٹر مختار الدین احمد کے چند مزید خطوط بنام عارف نوشاہی

[حصہ دوّم: ۲۰۰۴-۲۰۰۵ء]

تعارف:

ڈاکٹر مختار الدین احمد (۱۹۲۴-۲۰۱۰ء) اور راقم السطور کے درمیان مراسلت کا پہلا حصّہ سہ ماہی ''تحقیق''، جام شورو، جلد ۲۰، شمارہ ۲ (جولائی - دسمبر ۲۰۱۲ء)، مکتوبات نمبر (۲)، صفحات ۶۹۷-۸۰۳ میں شایع ہوا تھا۔ اس مراسلت میں کل ۱۱۷ خطوط تھے۔ یہ مراسلت میں نے، ڈاکٹر صاحب کے حین حیات ہی میں مرتّب کر لی تھی اور اس کی اشاعت کی اجازت ان سے لے لی تھی (ملاحظہ ہو ان کا مراسلہ مورخہ ۲۴ جولائی ۲۰۰۹، ''تحقیق''، ص ۷۹۴)۔ تدوین شدہ مراسلت اشاعت کے لیے، ۲۰۰۹ء میں رسالہ ''تحقیق'' کے حوالے کی گئی تھی، لیکن اس مراسلت کے چھپتے چھپتے ڈاکٹر صاحب کا ۲۰۱۰ء میں انتقال ہو گیا۔ جب یہ مراسلت شایع ہوئی تو اس کے ابتدائیہ یا حاشیے میں ڈاکٹر صاحب کے انتقال کی خبر درج نہ ہو سکی۔ اُس وقت میرا خیال تھا کہ یہ ہماری مراسلت کا مکمل متن ہے جو قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ لیکن اپریل ۲۰۱۶ء میں مجھے ذاتی کتب خانے کے ایک کونے میں رکھے خطوط کے انبار میں سے اپنے نام ڈاکٹر مختار الدین احمد کے چار خطوط ایسے ملے جو ۲۰۰۴-۲۰۰۵ء میں لکھے گئے اور شایع شدہ مراسلت میں شامل نہیں ہیں۔ سابقہ مراسلت کی تکمیل کی غرض سے اب یہ چاروں خطوط مع ضروری حواشی، یہاں پیش خدمت ہیں۔ میں نے کوشش کی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے املا کو بحال و برقرار رکھوں۔ تاہم ان کے ہاں یاے معروف اور یاے مجہول کا امتیاز ختم تھا لیکن یہاں ایسے تمام مقامات کو مروّجہ املاء میں بدل دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد مرحوم کے ذکر میں ایک اور بات کا اظہار برمحل ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب کے تمام مکتوب الیہم جانتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب علی گڑھ میں ''ناظمہ منزل، امیر نشان روڈ'' پر رہتے تھے اور یہی پتا ان کے لیٹر ہیڈ پر چھپا ہوا تھا اور ان کے سب مکتوب الیہم ''ناظمہ منزل'' سے خوب واقف اور مانوس ہیں۔ حتیٰ کہ وہ لوگ بھی جنھوں نے ناظمہ منزل نہیں دیکھی۔ میں ۱۹۸۸ء کے سفرِ علی گڑھ

میں، ڈاکٹر صاحب سے اسی مکان پر ملا تھا اور اس کی تفصیل میرے سفرنامہ ارمغانِ ہندوستان میں موجود ہے۔ کوئی ۲۸ سال بعد، فروری ۲۰۱۶ء میں دوبارہ علی گڑھ جانا ہوا تو ان اٹھائیس سالوں میں علی گڑھ میں بہت کچھ بدل چکا تھا۔ وہاں میرے کئی محترم دوست، جن سے ۱۹۸۸ء میں مل چکا تھا، اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ ڈاکٹر مختارالدین احمد بھی ان میں شامل ہیں۔ میں نے اپنے حالیہ سفرِ علی گڑھ میں، اپنے راہ نما اور مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ عربی (جہاں مختارالدین احمد بھی کام کرتے رہے) کے موجودہ صدر، پروفیسر ڈاکٹر مسعود انور علوی کاکوروی سے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ مختارالدین احمد صاحب تو اب دنیا میں نہیں رہے کہ ان سے ملاقات ہو، ان کا مکان ''ناظمہ منزل'' ہی دکھا دیجیے۔ وہ خاموشی سے مجھے امیر نشان روڈ پر لے گئے اور ایک مکان کے سامنے رک گئے اور کہا دیکھ لیجیے یہ ''ناظمہ منزل'' ہے۔ ہائیں یہ کیا، یہ تو مارکیٹ اور فلیٹس ہیں، یہاں ناظمہ منزل کہاں؟ مسعود انور صاحب نے بتایا کہ مختارالدین احمد صاحب کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں ڈاکٹر طارق مختار اور پرویز مختار نے ناظمہ منزل گرا کر اس کی جگہ یہ سب کچھ تعمیر کروا دیا ہے! میں نے پوچھا ناظمہ منزل کے اندر موجود مختار صاحب کا کتب خانہ کیا ہوا؟ کاکوروی صاحب نے بتایا کہ اس کتب خانے کا کچھ حصہ تو مختار صاحب کی زندگی میں ہی فروخت ہو گیا تھا اور کچھ ان کی وفات کے بعد۔ ان خریداروں میں حکیم ظل الرحمان (ابن سینا اکیڈمی علی گڑھ)، ڈاکٹر عابد رضا بیدار (شاید برائے خدابخش لائبریری پٹنہ)، شعبۂ عربی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، مکتبۂ جامعہ، پروفیسر محمد نعمان خان (شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی) اور امروہہ کا ایک کتب فروش شامل ہیں۔ یہ سب دیکھ کر اور سن کر دل مسوس کر رہ گیا۔ تغیرات زمانہ کس قدر سریع اور تیز ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا وہ مستقر جو برسوں علما، محققین، طلبہ اور کتاب دوستوں کا مرجع رہا، کس طرح اب خرید و فروخت کا مقام بن گیا ہے۔ جن کمروں میں قطار در قطار کتابیں، مخطوطات اور مسودات تھے، اب اس جگہ بھانت بھانت کے لوگ رہیں گے۔ اب یہاں کتابوں کے نہیں دنیاوی مال و متاع کے سوداگر آیا کریں گے۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ. (اے عقلمندو، عبرت حاصل کرو) میں نے ڈاکٹر مختارالدین احمد کے اکثر و بیشتر خطوط، جو مختلف لوگوں کے نام لکھے گئے اور شایع ہو چکے ہیں، پڑھے ہیں۔ ان خطوط میں ڈاکٹر صاحب کے ہاں کتابیں جمع کرنے اور دوستوں سے کتابیں منگوانے کا جو شوق اور لجاجت ہے، اگر اس کا نتیجہ یہی ہونا تھا تو بے حد افسوس کی بات ہے۔ یہ کتابیں اگر یک جا ڈاکٹر صاحب کے نام پر کہیں محفوظ ہو جاتیں تو انتشار سے بچ جاتیں اور ڈاکٹر صاحب کا نام بھی زندہ رہتا۔

۱

۲۳/ ۱۱/ ۲۰۰۴

مکرّمی پروفیسر عارف نوشاہی صاحب، السلام علیکم

مکتوب گرامی مورخہ ۱۹ اکتوبر [۲۰۰۴] موصول ہوا۔ شکریہ قبول فرمائیے۔ مدت کے بعد آپ کا خط پا کر مسرور ہوا۔ اِس طرف عرصے سے آپ کے حالات وکوائف علمی سے بھی بے خبر رہا۔ حکیم ظلّ الرحمان صاحب سے دیر تک آپ کا ذکر خیر رہا۔

آپ کی تصانیف کی طباعت کی خبر پا کر خوشی ہوئی کہ سلسلۂ تألیف و تصنیف برابر جاری ہے۔ ایرانی مطبوعات کے نسخے تو محدود تعداد ہی میں آپ کے پاس آئے ہوں گے۔ مقالات عارف سے ضرور مستفید ہونا چاہتا ہوں۔ اس کے ساتھ، کمال عترت بھی

اگر بآسانی ممکن ہو۔ مقالات کے آف پرنٹس اگرمل جائیں تو وہ بھی۔ دانش میں آپ جو کچھ لکھتے ہیں وہ میری نظر سے گزرتا ہے۔

رقعات حزین سے میری دل چسپی تو آپ کو معلوم ہے۔ نسخۂ علی گڑھ تو میرے پیش نظر تھا ہی، آپ کے احسان دانش کے کتب خانے کے نسخے کا عکس بھی حاصل ہو گیا تھا، کچھ کام باقی رہ گیا تھا کہ دوسرے موضوعات کی طرف متوجہ ہو گیا۔ آپ کا طبع کردہ اڈیشن بہت دل چسپی اور شوق سے دیکھوں گا۔

میرے پاس دریافت کے سارے شمارے نہیں [ہیں]۔ تحسین فراقی صاحب آف پرنٹس کا بہت اہتمام کرتے ہیں۔ امید ہے ان کے پاس ضرور ہوں گے، وہ بھی بھیج دیجیے گا۔ ممکن ہو تو رسالۂ اردو میں شائع شدہ کلیات اشرف بھی۔

آپ کو یہ اطلاع غلط ملی کہ [ہند و پاکستان کے درمیان] نہ ڈاک آتی جاتی ہے، نہ رسائل و کتب۔ یہ سلسلہ جاری ہے۔ لاہور، اسلام آباد، کراچی سے برابر خطوط، رسائل و کتب آرہے ہیں۔ جس دن آپ کا خط مجھے ملا، اسی دن مشفق خواجہ صاحب کے بھیجے ہوئے کتابوں کے دو پیکٹ، پانچ پانچ کلو کے موصول ہوئے۔ انھی دنوں اورینٹل کالج میگزین اور رسالۂ تحقیق کے چھ سات شمارے دکتر اورنگ زیب عالمگیر صاحب کے بھیجے ہوئے میرے سامنے رکھے ہوئے ہیں۔ اسلام آباد کے اخبار اردو، لاہور سے فنون، کراچی سے قومی زبان، اور ایک دینی رسالہ، لاہور ہی سے جہان رضا برابر موصول ہو رہے ہیں۔ مکتبۂ نبویہ کی مطبوعات برابر پہنچ رہی ہیں۔ بعض اصحاب کو جو کتابیں میں نے بھیجیں، وہ بھی انھیں موصول ہو گئیں۔

ہندستان سے علمی رابطہ آپ کا اس لیے قائم نہیں رہ سکا کہ آپ نے اسی غلط اطلاع پر بھروسا کر کے نہ خطوط بھیجے، نہ کتابیں۔ دکتر نذیر احمد صاحب بھی آپ کا حال پوچھ رہے تھے۔ سید حسن عباس صاحب کے پاس بھی آپ کا کوئی خط نہیں آیا۔ انھوں نے دو ایک خط میں اس کا ذکر بھی کیا۔ آپ کو معلوم ہو گا وہ اب شعبۂ فارسی بنارس یونیورسٹی میں آگئے ہیں۔ رسالہ ادراک آپ کے پاس پہنچتا ہو گا۔ تین شمارے نکلے ہیں۔ چوتھا شمارہ [کذا] کا انتظار ہے۔

ادراک (۳) میں میرے مرتّب کردہ نظیر صدیقی کے خطوط شائع ہوئے ہیں اور اس سے پہلے سید محمد حسنین کے خطوط میرے نام اور میرے خطوط ان کے نام چھپے ہیں۔ یہ آپ کی دل چسپی کے نہیں، لیکن پھر بھی دونوں مجموعے بھیج رہا ہوں۔

میرے دو مضامین سید حسن عباس صاحب نے قند پارسی (دہلی) میں چھپوائے ہیں، لیکن افسوس ہے کہ یہ رسالہ لکھنے والوں کو معاوضہ تو دیتا ہے لیکن آف پرنٹس نہیں مہیا کرتا۔

''آیینۂ میراث'' کا خط ملا۔ یہ ڈاکٹر اکبر ایرانی اور جمشید کیان فرکون اصحاب ہیں؟ ان کی اصل دل چسپی کن موضوعات سے ہے اور اب تک یہ لوگ کیا کرتے رہے ہیں؟ بہ ہر حال مجھے تو دل چسپی ہو سکتی ہے تو اس امر سے کہ ویژہ نامہ کا تعلق آپ سے ہے۔ ان کا رسالہ نہیں دیکھا ہے، بلکہ میرا تو خیال ہے ڈاکٹر نذیر احمد صاحب بھی ان دونوں صاحبوں اور ان کے کارناموں سے واقف نہیں ہیں۔ آپ ان کے اور ان کے ادارے کے بارے میں کچھ کہیں تو معلوم ہو۔

آپ تحریر فرمائیں کہ آپ ویژہ نامہ کے لیے کس قسم کے مضامین چاہتے ہیں۔ پان سات موضوعات لکھیں۔ اپنی مصروفیات

کے باوجود کوشش کروں گا کہ جس مجموعۂ مضامین کے آپ مرتّب ہوں، اس میں ضرور شریک ہوں۔

یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ایران کے جس دائرۃ المعارف کے لیے میں نے اسامہ بن منقذ الشیرازی پر مقالہ تیار کر کے بھیجا تھا ، وہ سنا ہے کسی ایرانی کے نام سے شائع ہوا! یہ بات باعث حیرت ہے۔ آپ کو لکھا کہ ان صفحات کی زیروکس کاپی مجھے بھیج دیجیے، آپ مصروفیات کے باعث توجہ نہ کر سکے۔ یہ کام اب کر دیجیے۔ میں نے اُن لوگوں کی آسانی کے لیے مضمون، انگریزی کی بجائے عربی میں لکھ کر بھیجا کہ ترجمے میں انھیں آسانی ہو۔ انھوں نے اصل مضمون نگار کا نام حذف کر دیا اور مقالہ فارسی مترجم کے نام سے شائع کر دیا۔ یہ آئینۂ میراث والے میرا خیال ہے دائرۃ المعارف والوں سے مختلف ہوں۔

آقائے محمود اسد اللہی (استاد شعبۂ عربی، مشہد یونیورسٹی)، آقای احمد حسینی (یہ اسلام آباد اور دہلی کے سفارت خانوں میں رہ چکے ہیں، آپ شاید واقف ہوں) اور...... [بیاض] اصفہان کے، یہ [کذا: ان] تینوں ایرانی طالب علموں نے میری نگرانی میں، علی گڑھ آ کر عربی میں ڈاکٹریٹ کی ہے۔ یہ میرے بڑے اچھے شاگردوں میں ہیں۔ آقای اسد اللہی سے میں نے المقریزی کی کتاب المقفّیٰ اڈٹ کرائی تھی اور اسے دائرۃ المعارف حیدرآباد سے شائع کرا دیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ حکیم ظلّ الرحمان کی معرفت انھیں بھجوایا تھا، جو [کذا: جب اسد اللہی] مشہد میں صدر شعبۂ اردو [کذا: عربی] تھے۔ حکیم صاحب سے معلوم ہوا کہ وہ متقاعد ہونے کے بعد کہیں اور منتقل ہو گئے ہیں۔ ملاقات دونوں میں نہیں ہوئی، لیکن ٹیلیفون پر گفتگو ہوئی۔ حکیم صاحب نے ان کے بتائے ہوئے پتے پر کتاب رکھ دی تھی، لیکن دو مہینے گزرنے پر بھی ان کا خط نہیں آیا۔ آپ کے ایران میں تعلقات ہیں، کسی طرح ان کا موجودہ پتا حاصل کیجیے۔ احمد حسینی کا بھی۔ وہ حکومت میں ملازم ہیں، کسی اچھے عہدے پر، ان کا آسانی سے پتا مل سکتا ہے۔ شاید آپ بھی ان سے واقف ہوں گے۔ ان سے محمود اسد اللہی اور تیسرے ایرانی شاگرد کا بھی پتا مل سکتا ہے جن کا نام میں بھول رہا ہوں۔ احمد حسینی اور اصفہانی اسکالر، دونوں دوست تھے اور ایک ساتھ ایران سے آئے تھے۔ ان کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ممنون کریں۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسّلام۔

مختار الدین احمد

۲

۲۳/ ۳/ ۲۰۰۵

علی گڑھ

۲۳ مارچ ۲۰۰۵ء

مکرمی ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب، السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۳ مارچ [۲۰۰۵] موصول ہوا۔ تعزیت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیا پوچھتے ہیں مشفق خواجہ کی رحلت کا کس قدر صدمہ ہوا۔ اب بھی دل گرفتہ ہوں۔ ان کی یاد برابر آتی ہے اور ہمیشہ تڑپا جاتی ہے۔ خدا ان کی مغفرت فرمائے اور انھیں جنت الفردوس

میں جگہ دے۔

فہرست آذر اور آپ کی دوسری مطبوعات (کتب و مقالات) کا منتظر ہوں۔خواجہ صاحب کے خطوط ضرور شائع ہوں گے۔راشد شیخ صاحب کا خط کراچی سے آیا ہے انھوں نے خطوط منگوائے ہیں، وہ شائع کرنا چاہتے ہیں۔خدا کرے ان کے پاس مناسب وسائل ہوں۔

ایران میں جس ادارے سے آپ کا تعلق ہے، اس کے بارے میں کچھ تفصیل لکھیے۔وہ کس طرح کا کام کر رہے ہیں اور کیا شائع کرنا چاہتے ہیں۔میں نے ابھی تک اس ادارے کی مطبوعات نہیں دیکھی۔وہ رسالے کے لیے مضمون چاہتے ہیں یا مختصر فارسی متون شائع کرنا چاہتے ہیں؟ وہ ہندستانی مصنفین کے متون شائع کریں تو یہ بہت اچھا موقع ہے۔آپ نے ان لوگوں کے [لیے] کیا کتاب تیار کی ہے؟ لکھیے گا۔

آقاے سید حسن عباس آج کل علی گڑھ آئے ہوئے ہیں۔ہفتہ دو ہفتہ ابھی اور رہیں گے۔انھوں نے آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۲۱ فروری دو چار دن پہلے دیا۔اب کچھ اس کے بارے میں عرض کرتا ہوں:

ایران سے جو علمی و ادبی تعلقات آپ کے قائم ہوئے ہیں، ان سے فائدہ اٹھایئے اور چھوٹے بڑے فارسی متون ہندستانی مصنفین کے شائع کرایئے۔خدا کرے آپ کے ایرانی رفقا وسیع الخیال ہوں اور ''در پوچ گویانِ ہند بدنیست'' کہنے والے نہ ہوں۔ آپ نے جو منصوبہ بنایا ہے ممکن ہو تو اس کی ایک عکسی نقل بھیج دیجیے۔ممکن ہے دو چار کتابوں کا اضافہ میں بھی کردوں جو میرے پیش نظر ہیں۔

''آیینۂ میراث'' کے اصحاب، ایران سے آئے ہوں تو لکھیے کہ کیا طے پایا۔رسالے کا کوئی شمارہ شائع ہوا ہو تو بھیجیے۔ دو ایک مضمون آپ کو بھیجوں گا۔

ڈاکٹر نذیر احمد بخیر ہیں، لیکن اپنی اہلیہ کے علاج کی وجہ سے پریشان ہیں۔خدا انھیں صحت بخشے اور ڈاکٹر صاحب کو پریشانیوں سے نجات دلائے۔مقالات عارف کا انھوں نے کبھی ذکر نہیں کیا۔میں اس کے مطالعے کا مشتاق ہوں۔ممکن ہو تو ایک نسخہ بھجوایئے کہ اس سے مستفید ہوسکوں۔

ایران سے آپ کے تعلقات ہیں۔میرے ایک شاگرد آقاے محمود اسداللہی، مشہد یونیورسٹی میں عربی کے استاد اور صدر تھے۔اب متقاعد ہو کر کہیں چلے گئے ہیں۔ان سے میں نے اپنی نگرانی میں المقریزی کی نایاب تصنیف کتاب المقفّیٰ کی پہلی جلد اڈٹ کرائی تھی، جس سال انھیں علی گڑھ سے ڈاکٹریٹ تفویض ہوئی، اسے میں نے دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد سے شائع کرادیا ہے۔اس کا ایک نسخہ انھیں حکیم سید ظلّ الرحمان صاحب کے ہاتھ بھجوایا تھا۔جب وہ ایک کانفرنس میں ایران جا رہے تھے۔مشہد میں تو وہ نہیں ملے۔وہ کسی اور مقام پر مقیم ہیں۔ٹیلیفون پر انھوں نے حکیم صاحب کو بتایا کہ کتاب فلاں صاحب کو دے دیجیے، میں ان سے حاصل کرلوں گا۔کئی مہینے ہوگئے ان کی رسید تک نہیں آئی۔کسی سے ان کا موجودہ پتا حاصل کرنے کی کوشش کیجیے۔

نثار احمد فاروقی بڑے محنتی اور مستعد انسان تھے۔میں انھیں بہت دنوں سے جانتا ہوں۔بی اے اور شاید ایم اے میں

بھی، میں ان کا ممتحن تھا۔ گوپی چند نارنگ صاحب کا خط آیا تھا کہ میں ان کا خیال رکھوں۔ ان کا پرچہ بہت اچھا تھا۔ انھیں شاید سب سے زیادہ مارکس ملے۔ پی ایچ ڈی کے مقالے کا بھی ممتحن تھا اور ان کا شفوی امتحان لینے بھی دہلی گیا تھا۔ اس وقت سے ان کے میرے تعلقات ہیں۔ خوبیوں کے آدمی تھے۔ تحریر بہت اچھی تھی، تقریر میں بھی بند نہ تھے۔ سواد خط بہت پاکیزہ تھا۔ ان کے کوئی سو [۱۰۰] خط ضرور میرے پاس ہوں گے۔ قابل اشاعت ہیں۔ وہ صاحبِ تصانیف کثیرہ ہیں۔ کئی بہت اچھی کتابیں انھوں نے لکھی ہیں۔ انھوں نے جو متون شائع کیے ہیں وہ آپ کی نظر سے گزرے ہوں گے۔ اگر وہ کچھ دن اور زندہ رہتے تو کچھ اور اچھی کتابیں شائع کرتے۔ خدا مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کی مغفرت فرمائے۔

ڈاکٹر احمد خان صاحب آج کل کیا کر رہے ہیں۔ ان کے علمی مشاغل سے اطلاع دیجیے۔ کیا ان کے قائم کردہ ادارے سے کو[ئی] کتابیں شائع ہوئی ہیں، مطلع کیجیے گا۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے اور علمی کاموں میں بدستور مصروف۔ والسّلام۔

مختار الدین احمد

آپ کا E-mail دو خطوں میں علیحدہ علیحدہ لکھا ہوا ہے۔ آخری اور صحیح کون [سا] ہے؟ لکھیے گا۔

پس نوشت: براہ کرم ذوالفقار مصطفیٰ صاحب کا خط اس پتے پر ڈاک سے بھیج کر ممنون کریں۔

A-201 ,Block I گلشن اقبال 75300 کراچی

(۳)

۲۰۰۵/۹/۲۶

باسمہ

علی گڑھ

۲۶ اکتوبر ۲۰۰۵ء

مکرّمی عارف نوشاہی صاحب، السلام علیکم

آپ کی کتاب نقد عمر موصول ہوئی، ولو متاخراً۔ یہ تو کچھ عرصہ پہلے ہی چھپ گئی تھی، اس کا انتظار تھا۔ سرسری طور پر رات پوری کتاب دیکھ گیا۔ بہت اچھے اور قیمتی مضامین ہیں اور پُر معلومات۔ پڑھ کر مستفید ہوا اور مسرُور۔ آپ کے لیے دل سے دعائیں نکلیں۔ سلسلہ جاری رکھیے۔ مضامین لکھنے ہی کا نہیں، کتابی شکل میں شائع کرنے کا بھی۔ اس طرح مضامین محفوظ ہو جاتے ہیں اور ان سے استفادہ آسان۔ اب فرصت نکال کر آپ کی کتاب عید کے بعد اطمینان سے پڑھوں گا۔ فارسی مقالات کا مجموعہ دیکھنے کا اشتیاق ہے۔

نصر اللہ بن عبدالسلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب کہیں دیکھی ہے۔ یاد نہیں ہندستان میں یا انگلستان میں؟ اگر یاد آ گئی تو آپ کو اطلاع دوں گا۔

میر عبدالجلیل بلگرامی والا مضمون میں نے بہت شوق سے پڑھا کہ اس کی ایک خاص وجہ ہے۔فرصت پا کر لکھوں گا۔

''آیینۂ میراث'' سلسلے کی مطبوعات بھیجیے۔......[الفاظ پڑھے نہیں جا سکے۔شاید:''آپ کے نمبر میں''] میری خاص دل چسپی ہے۔ایک فارسی متن مرتّب کروا رہا ہوں۔ممکن ہے اشاعت کے لیے آپ ہی کو بھیجوں۔

رقعات حزین (مرتبہ گستاخ) پر کوئی پچیس سال پہلے میں نے کام شروع کیا تھا۔اس کی ایک نقل سید حسن عسکری صاحب کو بھیجی تھی۔خیال تھا کہ شاید وہ شائع کریں۔اس لیے میں نے اسے چھپوانے کی کوشش نہیں کی۔

فہرست کتاب ہاے چاپ سنگی ممکن ہو تو بھجوایئے۔فہرست کتب خانۂ قریشی بھی۔یہ قریشی کون ہیں؟

عرصے سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا۔امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔والسلام

مختارالدین احمد

(۴)

۲۰۰۵/۱۲/۲۵

محترمی! تسلیم

آپ کی کتاب نقد عمر مل گئی تھی۔آپ کی کتاب میں نے پڑھ لی ہے۔بہت اچھے اعلیٰ معیار کے مضامین ہیں۔مجھے ان کے مطالعہ سے بہت خوشی ہوئی۔یقین ہے کہ اس کے پڑھنے والے اس سے مستفید ہوں گے۔ریسرچ کرنے والے اصحاب کو ان مضامین کو اپنی تحقیق کا نمونہ بنانا چاہیے۔ان کے مطالعہ سے انھیں اندازہ ہوگا کہ ریسرچ کے مضامین کس طرح لکھے جاتے ہیں۔

گذشتہ سال دو سال کے دوران جو کتابیں اور مضامین آپ نے لکھے ہوں، ان کے نسخے، آف پرنٹس ضرور بھجوایئے تا کہ ان کے مطالعہ سے میں مسرّت حاصل کر سکوں۔''مقالات عارف'' کا شدید انتظار ہے۔

مختارالدین احمد

(مندرجہ بالا خط بذریعہ ای میل موصول ہوا۔)

حواشی:

خط۱: حکیم ظل الرحمان؛ علی گڑھ کی معروف علمی شخصیت۔انھوں نے اپنے گھر ''تجارہ ہاوس'' کو ابن سینا اکیڈمی میں بدل دیا ہے جہاں ان کا ذاتی کتب اور ایک مختصر سا میوزیم ہے۔اکثر پاکستان آتے رہتے ہیں۔۲۷ اکتوبر ۲۰۰۴ کو راول پنڈی تشریف لائے تو میری ان سے ملاقات ہوئی تھی۔

مقالات عارف، فارسی ادب اور مخطوطات سے متعلق میرے ۳۳ فارسی مقالات کا مجموعہ جسے تہران سے بنیاد موقوفات دکتر محمود افشار، نے ۲۰۰۲ء میں شایع کیا۔

کمال عترت، تالیف میر مہدی ''عترت'' اکبر آبادی، مقدمہ عارف نوشاہی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۹ء، عبدالواسع ہانسوی کی غرائب اللغات کے بعد دوسری قدیم اردو فارسی فرہنگ ہے۔

رقعات حزین؛ میں نے علی گڑھ اور لاہور کے نسخوں کی مدد سے مرتب کیے۔یہ میری مرتبہ کتاب حزین نامہ، مطبوعہ تہران ۲۰۰۵ء میں شامل ہیں۔

دریافت؛ شعبۂ اردو، اوینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور کا رسالہ جو اس زمانے میں صدر شعبہ ڈاکٹر تحسین فراقی کی ادارت میں شایع ہوتا تھا۔

کلیاتِ اشرف، محمد اشرف منچری (۱۱۵۵-۱۲۲۵ھ) کا اردو کلام، مرتبہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی، جسے میں نے انجمن ترقی اردو کے رسالہ ''اردو''، کراچی، ۲۰۰۰ء میں چھپوایا اور پھر اسی طباعت کو کتابی صورت میں ادارۂ معارف نوشاہیہ، اسلام آباد کی طرف سے شایع کیا۔

ڈاکٹر نذیر احمد، سابق صدر شعبہ فارسی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، فارسی ادب کے محقق اور مصنف و مرتبِ کتب کثیرہ۔ فارسی فرہنگوں سے انھیں خاص دل چسپی تھی۔ ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۸ء کو علی گڑھ میں وفات پائی۔

سید حسن عباس؛ تہران میں میرے قیام ۱۹۸۹-۱۹۹۲ء کے ہمدم اور مخلص دوست۔ انھوں نے تہران یونیورسٹی سے میر غلام علی آزاد بلگرامی کے حالات اور تصانیف پر تحقیق کر کے ڈاکٹریٹ حاصل کی۔ اب شعبۂ فارسی ہندو یونیورسٹی وارانا سی (بنارس) میں پروفیسر ہیں۔

آئینۂ میراث یا ایرانی املا کے مطابق آینہ میراث؛ یہ مرکز پژوہشی میراث مکتوب کا سہ ماہی تحقیقی مجلّہ ہے۔ اُس زمانے میں مرکز کے مدیر ڈاکٹر اکبر ایرانی اور مجلّے کے مدیر جمشید کیانفر چاہتے تھے کہ مجلّے کا ایک خاص برّصغیر نمبر شایع کیا جائے۔ اس خاص نمبر کا مجھے مدیر نامزد کیا گیا۔ اس سلسلے میں مقالات کے حصول کے لیے میں نے اپنے تمام علمی احباب کو خطوط بھجوائے۔ چند ایک نے مثبت جواب دیا، بقیہ نے خاموشی اختیار کی۔ مناسب تعداد میں مقالات جمع نہ ہو سکنے کی وجہ سے یہ بیل منڈھے نہ چڑھی۔

خط۲: مشفق خواجہ؛ اردو ادب کے نامور محقق اور تحقیق پرور، وفات ۲۱ فروری ۲۰۰۵ء کراچی؛ میں نے خواجہ صاحب کی وفات کی تعزیت، مختار الدین احمد مرحوم سے کی تھی کیوں کہ خواجہ صاحب ان کی محبوب شخصیت تھے۔

فہرست آذر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے ذخیرۂ آذر کے فارسی مخطوطات کی فہرست، جسے سید خضر عباسی نوشاہی نے مرتب اور مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد نے شایع کیا۔

''در پوچ گویانِ ہند بد نیست'' (ہندوستان کے فضول شعرا میں بُرا نہیں ہے)؛ یہ وہ جملہ ہے جو کسی ایرانی تذکرہ نویس (غالباً محمد علی حزین لاہیجی) نے کسی ہندوستانی شاعر کے بارے میں لکھا ہے۔ دراصل اس کی مدح شبیہ ذمّ ہے۔ حزین، ہندوستانی فارسی گو شاعروں کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔

نثار احمد فاروقی (۱۹۳۴-۲۰۰۴ء)؛ دہلی یونیورسٹی کے صدر شعبہ عربی اور عربی، فارسی، اردو زبان و ادب کے صوفی منش محقق۔ ان سے دو تین ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ ایک ملاقات لاہور اور ایک تہران میں بھی ہوئی۔ جب لاہور آئے تو میں انھیں ساتھ لے ڈاکٹر وحید قریشی اور ڈاکٹر خورشید رضوی سے ملوانے گیا تھا۔

ڈاکٹر احمد خان؛ ادارۂ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کے سابق کتاب دار اور پاکستان میں عربی مخطوطات کے فہرست نویس۔ انھوں نے اپنے گھر (شہزاد ٹاؤن، اسلام آباد) میں عربی مخطوطات پر تحقیق کا ایک ذاتی ادارہ ''مرکز الحمایۃ المخطوطات'' قائم کر رکھا ہے جس کے اہتمام سے پاکستان میں موجود عربی مخطوطات کی فہرستیں شایع ہوئی ہیں۔

ا ڈاکٹر مختار الدین احمد کے نام نثار احمد فاروقی کے ۶۳ خطوط ''تحقیق'' مکتوبات نمبر۲، جلد ۲۰، شمارہ ۲، ۲۰۱۲ء میں شائع ہو گئے ہیں، ص ۵۰۰ تا ۵۶۵، یہ خطوط ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب نے فراہم کیے تھے۔

خط۳: نقدِ عمر؛ برصغیر میں فارسی ادب سے متعلق میرے اردو مقالات کا مجموعہ، شایع کردہ اورینٹل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۵ء

نصر اللہ بن عبدالسلام؛ یہ عالمگیر عہدی کے ایک کاتب تھے جن کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کچھ کتابوں کا تعارف میں نے اپنے ایک مقالہ ''عالمگیری عہد کا ایک لغت شناس کاتب کے مخطوطات کا تعارف'' میں کروایا ہے۔ یہ مقالہ نقدِ عمر میں شامل ہے۔

میر عبدالجلیل بلگرامی والا مضمون؛ یہ میرے ایک مضمون (مشمولہ نقدِ عمر) کی طرف اشارہ ہے جس کا عنوان ہے: بلگرام کے ایک علمی خانوادے

کی سندھ میں وقایع نگاری: کلہوڑا عہد میں۔
فہرست کتابہای فارسی چاپ سنگی وکمیاب کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد؛ تالیف عارف نوشاہی، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، کی طرف سے دو جلدوں میں ۸۹-۱۹۸۶ء میں شایع ہوئی۔
فہرست مخطوطات کتب خانہ قریشی (فارسی، عربی، اردو، پنجابی مخطوطات کی فہرست)؛ تألیف عارف نوشاہی، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور، نومبر ۱۹۹۳ء، یہ ڈاکٹر وحید قریشی، لاہور کے مخطوطات کی فہرست ہے۔ یہ مخطوطات غالباً اب پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور کو منتقل ہو چکے ہیں۔